دل کی بات　　　　مدیر

انتخاب آمد......اسلام برخاست

موجودہ حکومت اپنی مدتِ اقتدار پوری کر رہی ہے اور شاید پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہو رہا ہے۔ حکمران اسے اپنی فتح، آئین کی بالادستی اور جمہوریت کی مضبوطی قرار دے رہے ہیں۔ لیکن اس فتح و مضبوطی سے ملک بھی مضبوط ہوا یا نہیں، اِس سوال کا جواب حکمرانوں کے پاس ہے نہ سیاست دانوں کے پاس۔ مسائل مزید گھمبیر ہوگئے ہیں، غیر ملکی مداخلت بڑھ گئی ہے اور ڈرون حملوں میں اضافہ سے بے گناہ شہری ہلاک ہو رہے ہیں۔ معیشت تباہ ہوگئی ہے، سرمایہ کار ملک سے بھاگ گیا ہے، کسان کے لیے فصل کی کاشت مشکل بنادی گئی ہے۔ صنعت بند ہوگئی ہے۔ سی این جی اور پیٹرول پمپ بند ہیں، ہڑتالوں، مظاہروں اور مطالبات کا دور دورہ ہے۔ ریلوے ختم ہو چکی، پی آئی اے برباد اور بدنام ہو چکی، محکمہ ڈاک کی جگہ پرائیویٹ کوریئر نے لے لی۔ دھماکے، قتل، اغوا، ڈاکے، روز کا معمول ہیں۔ کرپشن نے اتنی ترقی کی ہے کہ پوری قوم حکومت کے اس کارنامے کی معترف ہے اور عدالتِ عظمیٰ کی چیخ و پکار اس پر مستزاد ہے۔ اُدھر سیاسی جماعتوں نے آئندہ متوقع عام انتخابات کے لیے تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ الیکشن کمیشن متحرک ہوگیا ہے۔ ووٹر لسٹوں کی تیاری اور نئی حلقہ بندیوں کے مسائل طے ہو رہے ہیں۔ سیاسی پارٹیوں کے منشور آنے شروع ہوگئے ہیں۔ اس سارے شور وغل اور ہنگامے میں کہیں ''اسلام'' کا ذکر تک نہیں۔ سیاسی جماعتوں کے منشور بھی اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے محروم ہوگئے ہیں۔ روشن خیال فاشسٹ اور سیکولر انتہا پسند، میڈیا پر یہ بحث کر رہے ہیں کہ سٹیٹ کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ مذہب فرد کا ذاتی معاملہ ہے۔ ریاست تو مسلمان یا کافر نہیں ہوتی۔ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ مذہب اور مذہبی گروہ ہیں۔ بانیٔ پاکستان جناب محمد علی جناح کی ۱۱ر ستمبر والی تقریر کا حوالہ بھی دیا جاتا ہے کہ پاکستان میں کوئی ہندو، سکھ، مسلمان نہیں، سب پاکستانی ہیں۔ اور ساتھ ہی دو قومی نظریے کی بنیاد پر قیام پاکستان کی تاریخ بھی قوم کو سمجھائی جاتی ہے۔ حیرت ہے کہ دو متضاد باتیں وہ ایک ہی سانس میں کر جاتے ہیں۔ اُنہیں اسرائیل کی مذہبی ریاست نہیں کھٹکتی، ایران کی مذہبی ریاست بھی گوارا ہے۔ امریکا کی کروسیڈی (مذہبی صلیبی) جنگ پر بھی کوئی اعتراض نہیں، پریشانی اور تکلیف صرف ''اسلام'' کی نسبت سے ہے۔ خاص طور پر پاکستان کے حوالے سے۔

قیام پاکستان کے وقت ''اسلام'' کا نعرہ لگایا گیا۔ تحریک پاکستان کی قیادت نے مسلمانوں کو کلمہ طیبہ اور کعبۃ اللہ کے واسطے دے کر اپنے ساتھ شامل کیا۔ ملک بن گیا تو ریاست کی اسلام سے جان چھڑانے کی کوششیں شروع کر دی

گئیں جو ہنوز جاری ہیں۔ علماء نے تب بھی مزاحمت کی اور پینسٹھ سال سے اِن سازشوں کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ قراردادِ مقاصد، ۱۹۷۳ء کے آئین میں ریاست کے مذہب کا تعین، خلافِ اسلام قوانین کے خاتمے اور نفاذِ اسلام کا طریقۂ کار طے ہونے کے باوجود ریاست کو سیکولر بنانے کا عمل جاری ہے۔ ہم سیکولر انتہا پسندوں کی خدمت میں بصد احترام اور بلاخوف عرض کرتے ہیں کہ مذہب کے حوالے سے تمام معاملات آئین میں طے ہو چکے ہیں۔ پاکستان کو اسلام سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ ہم ایسی تمام خلافِ آئین کوششوں کی مزاحمت کریں گے اور انہیں ناکام بنا دیں گے۔ غیر جانبداری کے نام پر جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ امریکہ و برطانیہ، یورپ، نیٹو ممالک، سارا عالم کفر مکمل جانب دار اور ظالم و جارح ہے۔ انہوں نے دوہرے معیار بنا رکھے ہیں۔ جہاں مسلمان بستے ہیں وہاں اُن کا معیار، اصول اور قوانین سب تبدیل ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے انسانی حقوق بھی اپنے مزعومہ دوہرے معیار کے مطابق طے کر رکھے ہیں۔ اگر پاکستان کے سیکولر دانش ور اور سیاست دان اپنی انتہا پسندی اور شدت پسندی کے خول سے ذرا باہر نکل کر انصاف کی آنکھ سے دیکھنے کی کوشش کریں تو مصر و فلسطین، عراق و شام اور افغانستان میں عالم کفر، استعمار اور طاغوت کی مداخلت و مظالم کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ ان ممالک کے عوام کا قصور صرف اور صرف ''اسلام'' ہے۔ وہ مسلمان ہیں اور انہیں آزادی سے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔

ہمارے سیاست دان اور حکمران سب انہی طاغوتی طاقتوں کے غلام اور نوکر چاکر ہیں۔ اس لیے کہ وطنِ عزیز میں اقتدار و حکومت کے فیصلے امریکہ کرتا ہے۔ اگرچہ آئین میں اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن ''ماورائے آئین'' امریکہ ہے۔ اسی منافقت کی بنیاد پر سیاسی جماعتوں کے انتخابی منشور ''انتخاب آمد، اسلام برخاست کی بدترین مثال ہیں۔'' نواز شریف، جنہیں بعض بے وقوف، مذہبی قوتوں کا نمائندہ سمجھتے ہیں، نے صدر زرداری کے بارے میں اپنے چھوٹے بھائی شہباز شریف کو رویہ نرم رکھنے کی ہدایت کی ہے اور ساتھ یہ عندیہ بھی دیا ہے کہ وہ اپنی کامیابی کی صورت میں صدر زرداری کے سامنے حلف اٹھانے کو بھی تیار ہیں...... عالمی استعمار، اپنے ایجنڈے کے لیے دونوں کو اکٹھا بیٹھنے پر مجبور کر رہا ہے۔ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن، ق، ہ، ل، ف، تمام گروپس) تحریک انصاف، اے این پی، ایم کیو ایم، سب سیکولر پارٹیاں ہیں۔ مذہب اِن کا مسئلہ نہیں لیکن پاکستان میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کا مسئلہ تو ہے۔ مستقبل کے پاکستان میں دینی جماعتوں کا کیا کردار ہوگا، مسلمانوں کے اجماعی عقائد کا تحفظ، پاکستان کے آئین میں موجود اسلامی دفعات کا تحفظ اور اُن کا نفاذ، پاکستانی معاشرے میں خدا فراموشی اور مذہب بیزاری کی استعماری سازشوں اور تحریکوں کا مقابلہ یہ اہم ترین مسائل ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کی اسلام زندہ باد کانفرنسوں کے آئندہ انتخابات پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ جماعت اسلامی کے بغیر متحدہ مجلس عمل کی بحالی کیا رنگ لائے گی؟ کیا مذہبی جماعتیں پھر سیکولر قوتوں کے ہاتھوں استعمال ہوں گی؟ اِن سوالات پر ہمیں سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر کرنا ہوگا اور پوری منصوبہ بندی کر کے سلامتی کے ساتھ خطرات سے نکلنا ہوگا۔